

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔

## فتنوں کے دور میں عورتوں کا عید کی نماز کے لئے عید گاہ جانا مناسب نہیں

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں خواتین نماز عید کے لئے عید گاہ جایا کرتی تھیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ لیکن بعض حقائق کو ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً مدینہ منورہ کی ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ یعنی ۲ ہجری سے نماز عید کی ابتداء ہوئی۔ جبکہ پردہ کا حکم ۶ یا ۵ ہجری میں نازل ہوا۔ یعنی تقریباً ابتدائی پانچ سال کی نماز عید میں خواتین کے جانے میں کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا کیونکہ پردہ کا حکم ہی نازل نہیں ہوا تھا۔ نیز شرعی احکام بتدریج نازل ہو رہے تھے اور کسی فتنہ کی کوئی توقع بھی نہیں تھی، لہذا ضرورت تھی کہ خواتین بھی نبی اکرم ﷺ کی صحبت سے براہ راست مستفیض ہو کر دینی رہنمائی حاصل کریں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، جن کے ذریعہ شریعت اسلامیہ کا ایک قابل قدر حصہ امت مسلمہ کو پہنچا ہے، آپ ﷺ کی وفات کے بعد تقریباً ۲۸ سال حیات رہیں۔ صرف ۲۸ سال کے دور میں خواتین کے تعلق سے معاشرہ میں جو تبدیلیاں انہوں نے اپنی حیات میں دیکھیں تو فرمایا کہ خواتین نے جو تزیین کا طریقہ اختیار کر لیا ہے اور فتنہ کے مواقع بڑھ گئے ہیں، اگر حضور اکرم ﷺ حیات ہوتے تو آپ ﷺ خواتین کو مسجدوں میں جانے سے روک دیتے، جیسا کہ بنو اسرائیل کی عورتوں کا روک دیا گیا تھا۔ (مسلم) نیز حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں یقیناً خواتین کو مسجدوں میں جانے کی اجازت تھی مگر آپ ﷺ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے بجائے وقتاً فوقتاً ان کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خواتین کے گھر (نماز کے واسطے) ان کے حق میں زیادہ بہتر ہیں۔ یعنی مسجد میں نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ان کے لئے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ (ابوداؤد) اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز اپنے گھر کے اندر گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے۔ اور اس کی نماز گھر کی چھوٹی کوٹھری میں گھر کی نماز سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد) یعنی عورت جس قدر پوشیدہ ہو کر نماز ادا کرے گی اسی اعتبار سے زیادہ مستحق ثواب ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں یہ محسوس کر لیا تھا کہ خواتین کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں نماز ادا فرمائیں، اب ۱۴۰۰ سال کے بعد جبکہ فتنوں کا دور ہے، ہر طرف عریانیت، بے حیائی اور بے پردگی عام ہو چکی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ کی خواتین ہمارے زمانہ کی خواتین کے مقابلہ میں ہزار درجہ علم و تقویٰ میں بڑھی ہوئی تھیں، لیکن اس کے باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے مسجدوں میں جانے سے اپنے تحفظات ذکر کئے۔ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ خواتین نماز عید کے لئے عید گاہ نہ جائیں۔ جن فقہاء و علماء نے خواتین کو نماز عید کے لئے جانے کی اجازت دی ہے، انہوں نے بھی نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق چند شرائط (مثلاً پردہ کا مکمل اہتمام، خوشبو کے استعمال سے اجتناب، زیب و زینت کے بغیر جانا، کسی طرح کے فتنہ کا امکان نہ ہونا اور مرد و عورت کا اختلاط نہ ہونا) کو ضروری قرار دیا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ ہمارے موجودہ معاشرہ میں خواتین کا نماز عید کے لئے جانے میں کیا یہ شرائط پورے ہو سکتے ہیں؟ جواب یقیناً منفی میں ہی ہوگا۔ ایک طرف خواتین کا نماز عید کے لئے جانے کی زیادہ سے زیادہ گنجائش نظر آتی ہے جبکہ دوسری طرف متعدد منکرات یقینی طور پر موجود ہیں، لہذا اسی میں خیر و بھلائی ہے کہ فتنوں کے اس دور میں خواتین نماز عید کے لئے عید گاہ نہ جائیں۔

اگر ہم صرف پچیس تیس سال پہلے کی بات کریں تو ہندوستان میں بھی خواتین بغیر پردہ کے باہر نہیں نکلتی تھیں، جبکہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں ہی خواتین کے تعلق سے فقہاء و علماء کی ایک جماعت کا یہ موقف رہا ہے کہ خواتین کا مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لئے جانا مناسب نہیں ہے۔ مشہور محدث حضرت امام ترمذیؒ نے اپنی حدیث کی مشہور و معروف کتاب (ترمذی) میں اس موضوع سے متعلق احادیث ذکر کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ شیخ سفیان ثوریؒ (۹۷ھ-۱۶۱ھ) اور شیخ عبد اللہ بن مبارکؒ (۱۱۸ھ-۱۸۱ھ) کا موقف ہے کہ خواتین کا نماز عید کے لئے جانا مکروہ ہے۔ یعنی ابتداء اسلام سے ہی یہ موقف سامنے آ گیا تھا کہ خواتین کے لئے نماز عید کے لئے جانا مناسب نہیں ہے۔ حضرت امام ترمذیؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث بھی ذکر فرمائی۔ علماء احناف کا بھی یہی موقف ہے کہ خواتین کا نماز عید کے لئے جانا مکروہ ہے۔ ہندو پاک کے جمہور علماء، جو ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور محدث و فقیہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی قرآن و حدیث پر مبنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں، کی بھی یہی رائے ہے کہ خواتین نماز عید کے لئے نہ جائیں۔ غرضیکہ ابتداء اسلام سے ہی مسئلہ مذکور میں اختلاف ہے اور محدثین و فقہاء و علماء کی ایک بڑی جماعت کی ہمیشہ یہ رائے رہی ہے کہ خواتین کو نماز عید کے لئے نہ جانے میں خیر و بھلائی و بہتری ہے، اب جبکہ فتنوں کا دور ہے تو ہمیں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والا موقف ہی اختیار کرنا چاہئے۔ محمد نجیب قاسمی سنبھلی

## مذکورہ مضمون پر ایک صاحب کے اعتراض کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،، آپ تو اپنے اعتراضات اس طرح تھوپتے ہیں کہ گویا آپ کو دین اسلام کا ٹھیکیدار بنا دیا گیا ہے اور میں صرف اور صرف آپ جیسے حضرات کے لئے اپنی زندگی وقف کئے ہوئے بیٹھا ہوں۔ بات سمجھ میں آتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ جہاں سے آپ مطمئن ہو سکتے ہیں رجوع کریں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جو بات صحیح سمجھتا ہوں تحریر کرتا ہوں خواہ آپ جیسے حضرات تسلیم کریں یا نہ کریں۔ مسلم خواتین کی عام برائیوں کو کسی شخص یا مکتب فکر پر تھوپنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض انسانوں کا دوسرے انسانوں پر ظلم و زیادتی کرنے کی بناء پر پوری انسانیت کو ہی ذمہ دار ٹھہر کر سب کو سولی پر لٹکا دیا جائے۔

موضوع بحث مسئلہ میں صرف ایک بات عرض ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے خواتین کو عید گاہ میں نماز پڑھنے کی عام اجازت دے رکھی تھی اور آپ جیسے حضرات کے نقطہ نظر میں خواتین کا عید گاہ جائے بغیر خواتین کی اصلاح ممکن ہی نہیں ہے تو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خلفاء راشدین کے زمانہ میں صحابہ کرام کی موجودگی میں یہ کیوں فرمایا کہ اگر حضور اکرم ﷺ اس وقت حیات ہوتے تو آپ ﷺ خواتین کو مسجدوں میں جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنو اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا بنو اسرائیل کی عورتوں کو مسجدوں سے روک دیا گیا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا جی ہاں، بنو اسرائیل کی عورتوں کو مسجدوں سے روک دیا گیا تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان خلفاء راشدین کے زمانہ میں صحابہ کرام کی موجودگی میں سامنے آیا اور جمہور محدثین حتیٰ کہ حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلمؒ نے اپنی کتابوں (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں ذکر فرمایا ہے۔

غرضیکہ حدیث کی تقریباً ہر مشہور و معروف کتاب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول مذکور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان اور دیگر احادیث نبویہ کی روشنی میں، نیز خواتین میں آئیں تبدیلیوں کے پیش نظر پہلی صدی ہجری کے فقہاء و علماء و محدثین و مفسرین کی ایک جماعت نے باقاعدہ یہ فتویٰ جاری کیا کہ عورتوں کا نماز عید کے لئے عید گاہ جانا صحیح نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کیوں کہا اور اگر وہ حضور اکرم ﷺ کی منشا کے خلاف تھا تو کسی صحابی یا تابعی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کوئی تنقید کیوں نہیں کی۔ دنیا کی کسی بھی کتاب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان پر کوئی تردید کسی بھی صحابی یا تابعی سے موجود نہیں ہے۔ حضرت امام ترمذیؒ نے اپنی مشہور و معروف حدیث کی کتاب ترمذی میں پہلی صدی ہجری کے فقہاء و محدثین کا یہ قول ذکر فرمایا کہ عورتوں کا نماز عید کے لئے عید گاہ جانا مکروہ ہے اور ان کی اس رائے پر کوئی تردید بھی نہیں کی بلکہ پہلی صدی ہجری کے فقہاء و محدثین کے اقوال کو ذکر کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی ذکر فرمایا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف واضح تھا کہ اب خواتین عید گاہ نہ جائیں، اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زندگی میں ایک مرتبہ بھی عورتوں کے نماز عید کے لئے عید گاہ جانے کی کوئی ترغیب مذکور نہیں ہے۔

غرضیکہ آپ مجھ سے جواب طلب نہ کریں بلکہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان تابعین اور تبع تابعین سے جواب طلب کریں جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے چند سالوں کے بعد ہی صحابہ کرام کی موجودگی میں خواتین کو عید گاہ جانے کی ترغیب دینے کے بجائے اس بات پر زور دیا کہ خواتین نماز عید کے لئے عید گاہ نہ جائیں۔ نیز ان تمام محدثین سے سوال کریں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو اپنی حدیث کی مشہور و معروف کتابوں میں کیوں ذکر فرمایا، اور اگر ذکر کیا تو اس پر تردید کیوں نہیں کی۔ نیز حضرت امام ترمذیؒ نے پہلی صدی ہجری کے بعض فقہاء و محدثین کے قول کو اپنی حدیث کی مشہور کتاب ترمذی میں ذکر کر کے آپ حضرات کی طرح ان پر فتویٰ کیوں نہیں لگایا۔ محمد نجیب سنبھلی قاسمی